حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء سے متعلق قرآنی آیات کی تعبیر و تشریحات

(احمدی تفسیری ادب کا تجزیاتی مطالعہ)

Explanations and Interpretations of the Qur'anic Verses Related to the Ascension of Hazrat Isa (Peace Be Upon Him) to Heaven(An Analytical Study of Ahmadi Tafsir Literature)

Hafiz Muhammad Hamid
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore, Punjab, Pakistan:
hmhamidfaridi@gmail.com

Dr. Fatima Noreen
Assistant Professor**,** Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore, Punjab, Pakistan:

fatimanoreen@lgu.edu.pk

ABSTRACT
Islam was the religion that propagated more rapidly in the Subcontinent than other religions. A lot of riots were generated here to uproot Islam but the diabolical forces could not succeed in their mission. The Muslims of the Subcontinent realized intellectual defense, during British rule, when the Aḥmadiyah community ideologically along with Christian missionaries tried to change Qur‘ānic thoughts. Aḥmadiyat cocainized Islamic reputability. Mirza Ghulām Aḥmad not only claimed to be a prophet but also rejected the obvious Islamic traditions regarding the Ascension of Jesus Christ. The Muslim scholars rationally refuted his deceptive ideas and forespoke the public about this danger. While Islam has a conclusive concept in this respect which, except for a few figures, the whole Muslim world accepted. The Muslim society was misguided by the wrong commentary of Qur‘ānic verses by Aḥmadiyah commentators in the case of ascension. This article presents facts in this matter so that the readers know the reality.
Keywords: Ascension of Jesus Christ, Qur‘ānic View, Aḥmadiya Thoughts

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق تعبیر و تشریحات یہ ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں۔بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً چھ سو سال قبل بنی اسرائیل کے طرف انکی رشد وہدایت کیلئے مبعوث کیے گئے۔تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں نے انسانیت کو گمراہی وضلالت سے نکالنے کی کوشش کی ہے ان کو ستایا

بھی گیا، ظلم و ستم بھی ہوئے۔ سابقہ امتوں کا یہ وطیرہ رہا ہے۔ اس روش کو اپناتے ہوئے یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر لٹکانے اور قتل کرنے کی خفیہ سازش کی جس کو قرآن نے "ومکروا" سے تعبیر کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس سازش ناکام بنادیا جس کو قرآن نے "ومکر اللہ" کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔

اللہ تعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے انہیں زندہ آسمان پر اٹھالیا اور آپ کے منصوبہ قتل میں ملوث سخت یہودی دشمن کی صورت تبدیل کر کے صورت عیسی علیہ السلام جیسا کر دیا جس کو قرآن نے "ولکن شبہ" سے تعبیر کیا ہے۔ اس طرح سے آپ مصلوب ہونے سے بچ گئے جس کو قرآن نے "وما قتلوہ وماصلبوہ سے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ سورۃ النساء میں اللہ رب العزت کا ارشاد گرامی ہے:

وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰه ۚ وَمَا قَتَلُوْه وَمَا صَلَبُوْه وَلٰكِنْ شُبِّه لَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْه لَفِي شَكٍّ مِّنْه ۭ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْه يَقِيْنًۢا ۔ بَلْ رَّفَعَه اللّٰه اِلَيْه ۭ وَكَانَ اللّٰه عَزِيْزًا حَكِيْمًا[1]

ترجمہ: اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو جو کہ رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے قتل کر دیا ،حالانکہ انھوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ھوگیا اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ھیں وہ غلط خیال میں ھیں ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نھیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے اور انھوں نے ان کو یقینی بات ھے کہ قتل نھیں کیا۔ بلکہ ان کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست ھیں حکمت والے ھیں۔

نیز سورۃ آل عمران میں بھی اللہ رب العزت نے حضرت عیسی علیہ السلام کے آسمانوں پر اٹھانے اور دوبارہ بھیجنے کا ذکر فرمایا ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

1۔ النساء4:157-158

Al Qur'an, 4:157-158

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰه ۭ وَاللّٰه خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ اللّٰه يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْه تَخْتَلِفُوْنَ[2]

ترجمہ: اور ان لوگوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ تعالیٰ سب تدبیریں کرنیوالوں سے اچھے ھیں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تمھاری دنیا میں رھنے کی مدت پوری کر کے تم کو اپنی طرف اٹھالوں گا اور تم کو ان لوگوں سے پاک کرنے والا ھوں جو منکر ھیں۔ اور جو لوگ تمھارا کھنا ماننے والے ھیں ان کو غالب رکھنے والا ھوں ان لوگوں پر جو کہ (تمھارے) منکر ھیں روز قیامت تک۔ پھر میری طرف ھو گی سب کی واپسی سو میں تمھارے درمیان (عملی) فیصلہ کر دوں گا ان امور میں جن میں تم باھم اختلاف کرتے تھے۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق قرب قیامت آپ دوبارہ اس حالت میں زندہ زمین پر تشریف لائیں گے کہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوں گے نماز فجر کے وقت دمشق کی مشرقی جانب جامع مسجد میں آپ نازل ہونگے۔ دجال کا قتل آپ کے ہاتھوں ہو گا۔۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں گنبد میں آپ کو دفن کیا جائے گا۔ یہ امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے۔

چنانچہ صحیح بخاری میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک منقول ہے:

ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ھے کہ عنقریب ابن مریم تمھارے درمیان نازل ھوں گے انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے والے ھوں گے صلیب توڑ ڈالیں گے خنزیر کو قتل کر ڈالیں گے جزیہ ختم کر دیں گے، اور مال بھتا پھرے گا حتیٰ کہ کوئی اس کا لینے والا نہ ملے گا اس وقت ایک سجدہ دنیا و مافیھا سے بھتر سمجھا جائے گا۔[3]

2۔ آل عمران 3:55-54

Al Qur'an, 3:54-55

3۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الانبیاء، باب نزول عیسی بن مریمؑ، 2/125، حدیث نمبر 708

Al Bukhari, Muhammad bin Ismaeel, Aljame Al sahih, Kitab ul Anbia, bab nozool Esa bin Maryam, 2/125, hadith no. 708

نیز صحیح مسلم میں حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں ہے:

اللہ تعالی عیسی بن مریم علیہما السلام کو بھیجے گا، وہ دمشق کے مشرق میں سفید منارے کے پاس زرد رنگ کے حلے پھنے ہوئے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے جب وہ اپنے سر کو جھکائیں گے تو اس سے قطرے گریں گے اور جب اپنے سر کو اٹھائیں گے تو اس سے سفید موتیوں کی طرح قطرے ٹپکیں گے اور جو کافر بھی ان کی خوشبو سونگھے گا وہ مرے بغیر رہ نہ سکے گا اور ان کی خوشبو وھاں تک پھنچے گی جھاں تک ان کی نظر جائے گی۔ پس حضرت مسیح علیہ السلام (دجال کو) طلب کریں گے، اسے باب لد پر پائیں گے تو اسے قتل کر دیں گے۔[4]

چنانچہ ان آیات اور احادیثِ مبارکہ کی وجہ سے امتِ مسلمہ کا اس بات پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کو زندہ آسمانوں پر اٹھالیا تھا اور وہاں پر حیات ہیں، اور قربِ قیامت کو زمین پر دوبارہ نزول فرمائیں گے۔

علم کلام کے مشہور امام ابو الحسن الاشعری رحمۃ اللہ علیہ (وفات 324ھ) لکھتے ہیں:

"وأجمعت الأمة على أن الله سبحانه رفع عيسى صلى الله عليه وسلم إلى السماء" [5]

امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا۔

یہ امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے نبوت و رسالت کا عظیم اور مبارک سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آکر ختم ہو گیا۔ یہ عقیدہ ختمِ نبوت نہ صرف اسلام کی روح ہے بلکہ وہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے جس پر اول دن سے مسلم امّہ کا اجماع رہا ہے۔ اس کے باوجود تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ یہود و نصاریٰ ہمیشہ اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی ناپاک جسارت کرتے رہے ہیں۔ کیونکہ یہ بات مسلم ہے کہ اسلام کا عروج دراصل عیسائیوں اور یہودیوں کا زوال تھا اس لیے وہ اسلام ہی کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتے ہیں اور جب ان کو یہ

4۔ مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری، صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب فی ذکر المسیح الدجال، 3/189، حدیث نمبر 7373۔

Muslim bin hajjaj, Sahih Muslim, Kitabul fitan, bab Zikr al maseeh al dajjal, 3/189, Hadith no. 7373

5۔ الاشعری، ابو الحسن، الإبانۃ عن أصول الدیانۃ، دار الکتب العلمیہ، ص:35۔

Al Ashari, Abul Hasan, Al Ibana an Usoolid Diyana, Darul Kutub il Elmia, p. 35.

یقین ہو گیا کہ اسلام کو ختم کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے تو انہوں نے طاقت کی بجائے مکر و فریب اور دجل کا راستہ اختیار کیا اور اس کے لیے انہوں نے جھوٹے مدعیانِ نبوت کا انتخاب مرزا غلام احمد قادیانی کی صورت میں کیا جو یقینی طور پر انگریز کا خود کاشتہ فتنہ تھا۔ مرزا اپنی ذات میں فتنہ سازی کی ایک مکمل جماعت تھے جس سے مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچا۔ کیونکہ مرزا صاحب اسلامی تعلیمات سے آگاہ تھے اسی لیے عقائد، نظریات اور فلسفہ اسلام کے ساتھ جو تخریب کاری کا کردار انہوں نے ادا کیا ماضی میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ انہی عقائد میں ایک عقیدہ حیاتِ مسیح علیہ السلام کا بھی ہے۔ جس پر امت مسلمہ کا اجماع رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اُٹھا لیے گئے اور قربِ قیامت دوبارہ نزول فرمائیں گے۔

مرزا نے اپنی جھوٹی نبوت کی بنیاد اس عقیدہ پر رکھی کہ عیسیٰ علیہ السلام انتقال کر چکے ہیں اور اب وہ میں ہی مسیح موعود ہوں جس کے آنے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ مرزا اپنے دجل و فریب اور علمی خیانت کی وجہ سے کئی سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے باطل نظریات کا شکار کرنے میں کامیاب رہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی تعبیر و تشریحات:

مرزا غلام احمد قادیانی کا مؤقف اس مسئلے پر متضاد بیانات پر مبنی ہے۔ اپنے ابتدائی دور میں وہ حیات و نزول مسیح کے قائل تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ مانتا تھا اور اس پر ان کی تحریریں شاہد ہیں۔ مرزا نے قرآن کریم اور کتب احادیث میں بیان کردہ اس نظریے کی صحت کا اعتراف کیا ہے۔ اس بارے میں اُس کی کتابوں کی چند عبارات درج ذیل ہیں۔

مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"واضح ھو کہ اس امر سے دنیا میں کسی کو انکار نہیں کہ احادیث میں مسیح موعود کی کھلی کھلی پیش گوئی موجود ھے بلکہ قریباً تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ھے کہ احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص آنے والا ھے جس کا نام عیسیٰ بن مریم ھو گا اور یہ پیش گوئی، بخاری، مسلم، ترمذی وغیرہ کتب احادیث میں اس کثرت سے پائی جاتی ھے

جو کہ ایک منصف مزاج کی تسلی کے لیے کافی ھے اور بالضرورۃ اس قدرِ مشترک پر ایمان لانا پڑتا ھے کہ ایک مسیح موعود آنے والا ھے۔"6

1۔ سورۃ الصف کی اس آیت مبارکہ:

"ھوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہ بِالۡھدٰی وَ دِیۡنِ الۡحَقِّ لِیظۡھِرَہ عَلَی الدِّیۡنِ کلِّہٖ"7

کے بارے میں لکھتے ہیں:

"کہ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ھے اور جس غلبۂ دینِ کاملہ کا اس میں وعدہ دیا ھے وہ غلبہ مسیح کے ذریعے سے ظھور میں آئے گا۔ جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو اُن کے ھاتھ سے دینِ اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔8

2۔ ایک مقام پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

"وہ زمانہ بھی آنے والا کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لیے قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اُتریں گے۔"9

3۔ اور ایک جگہ لکھتے ہیں؛

"یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے جس کا بالاتفاق سب نے قبول کر لیا اور جس قدر صحاح میں پیش

6: غلام احمد قادیانی، روحانی خزائن، (پاکستان: نظارات اشاعت، ربوہ، 2008ء)، 6/298۔

Ghulam Ahmed Qadiani , Rohani Khazain, Pakistan: Nizarat Isha'at, Rabwa,2008.6/298,

7: الصف، 61:9۔

Al Qur'an, 61:9

8: روحانی خزائن، 1/593۔

Rohani Khazain ,1/593.

9: ایضاً

Ibid.

گوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔

صداقت کا اوّل درجہ اس کو حاصل ہے اور انجیل بھی اس کی مُصَدِّق ہے۔"10

اس کے علاوہ کئی مقامات پر مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ کے زندہ آسمان پر ہونے اور قیامت سے پہلے زمین پر نزول فرمانے کے بارے میں لکھا ہے۔ مگر جب مرزا قادیانی پر شیطان کا غلبہ ہوا اور اس کے ساتھ مراق اور مالیخولیا نے بھی دماغ کو آگھیرا تو بینتر ابدل لیا اور یہ عقیدہ اختیار کر لیا کہ وہ خود ہی عیسیٰ اور مسیح ہے۔ اور عیسیٰ ابن مریم فوت ہو گئے ہیں جب مرزا قادیانی ایک بار صحیح راستہ سے بھٹک گیا تو اسلام کی صاف اور واضح باتیں ماننے کی بجائے ہر جگہ پر شکوک و شبہات پیدا کرنے شروع کر دیے۔ کبھی نبوت کے جاری ہونے اور ختم نبوت کے عقیدے میں شکوک و شبہات، کبھی مہدی کے دعویٰ کرنے اور کبھی مہدویت میں شکوک و شبہات پیدا کرنے شروع کر دیے۔ اس طرح اسلام کی بہت ساری باتوں کو مشکوک بنا دیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت عیسیٰ کے بارے میں بعد میں جو کچھ اپنی کتابوں "ازالۂ اوھام، تحفۂ گولڑویہ، نزولِ مسیح اور حقیقت الوحی" وغیرہ میں جو لکھا ہے اس کا خلاصہ مرزا بشیر احمد ایم۔ اے۔ قادیانی نے اپنی کتاب "حقیقی اسلام" میں بیان کیا ہے۔

چنانچہ وہ لکھتا ہے:

"اس بحث کے دوران میں (مرزا قادیانی) نے مندرجہ ذیل اہم مسائل پر نہایت زبردست روشنی ڈالی ہے۔

1۔ یہ کہ حضرت مسیح ناصری دوسرے انسانوں کی طرح ایک انسان تھے جو دشمنوں کی شرارت سے صلیب پر ضرور چڑھائے گئے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو اس لعنتی موت سے بچا لیا۔ اس کے بعد وہ خفیہ خفیہ اپنی ملک سے ہجرت کر گئے۔

10: ایضاً، 3/400۔

Ibid. 3/400.

2۔ اپنے ملک سے نکل کر حضرت مسیح آہستہ آہستہ سفر کرتے ہوئے کشمیر میں پہنچے اور وہیں ان کی وفات ہوئی (۸۷ برس کے بعد) اور وہیں ان کی قبر (سری نگر کے محلہ خانیار میں، ناقل) موجود ہے۔

3۔ کوئی فرد بشر اس جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر نہیں جاسکتا۔ اس لیے مسیح کے زندہ آسمان پر چلے جانے کا خیال بھی باطل ہے۔

4۔ بے شک مسیح کی آمدِ ثانی کا وعدہ تھا مگر اس سے مراد ایک مثیل مسیح کا آنا تھا نہ کہ خود مسیح کا۔

5۔ یہ کہ مثیلِ مسیح کی بعثت کا وعدہ خود آپ (مرزا قادیانی) کے وجود میں پورا کیا گیا اور آپ ہی وہ مسیح موعود ہیں جس کے ہاتھ پر دنیا میں حق و صداقت کی آخری فتح مقدر ہے، خود مرزا غلام احمد قادیانی نے قسم کھا کر لکھا ہے:

"میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی رسول اللہ ﷺ نے ان احادیث صحیحہ میں خبر دی ہے جو صحیح بخاری اور مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔ و کفٰی باللہِ شہیداً"[11]

صرف یہی نہیں بلکہ بڑے بے باک انداز سے مرزا قادیانی نے تمام علمائے سلف کو غلط قرار دیتے ہوئے ان کو اس بارے میں چیلنج دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"غرض ان لوگوں نے یہ عقیدہ اختیار کر کے چار طور پر قرآن شریف کی مخالفت کی ھے۔ اور پھر اگر پوچھا جائے کہ اس بات کا ثبوت کیا ھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے؟ تو نہ کوئی آیت پیش کر سکتے ھیں اور نہ کوئی حدیث دِکھلا سکتے ھیں۔ صرف نزول کے لفظ کے ساتھ اپنی طرف سے آسمان کا لفظ ملا کر عوام کو دھوکہ دیتے ھیں۔ مگر یاد رھے کہ کسی حدیث مرفوع متصل میں آسمان کا لفظ پایا نھیں جاتا اور نزول کا لفظ محاوراتِ عرب میں مسافر کے لیے آتا ھے۔ اور نزیل مسافر کو کھتے ھیں۔۔۔۔ اگر اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح حدیث تو کیا کوئی وضعی حدیث بھی ایسی نھیں پاؤ گے جس میں یہ

11: حقیقی اسلام، 29-30۔

Haqeeqi Islam ,29-30.

لکھا ھو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسمِ عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں گے۔ اگر کوئی ایسی حدیث پیش کرے تو ھم ایسے شخص کو بیس ھزار روپیہ تک تاوان دے سکتے ھیں اور توبہ کرنا اور تمام اپنی کتابوں کا جلا دینا اس کے علاوہ ھو گا جس طرح چاھیں تسلّی کر لیں۔"[12]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفعِ الی السماء کے بارے میں مرزا قادیانی کے بدلتے ہوئے مؤقف کا خلاصہ بیان کرنے کے بعد تفصیلاً ان کے اس مؤقف کو اختیار کرنے کے پیچھے ان کے دلائل کا جائزہ لیتے ہیں۔ مرزا صاحب نے ابتداء میں تین آیات کا دعویٰ کر دیا۔ مگر یہاں ان کی اپنے مؤقف میں پیش کردہ پہلی تین آیات کا جائزہ لیں گے جس سے انہوں نے حضرت عیسیٰ کے وصال کو ثابت کر کے اُن کے رفعِ الی السماء کی نفی کی ہے۔

"یٰعِیۡسٰۤی اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡكَ وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا وَ جَاعِلُ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡكَ فَوۡقَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡۤا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ" [13]

ترجمہ از مرزا قادیانی:

"اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ھوں اور پھر عزت کے ساتھ اپنی طرف اُٹھانے والا ھوں اور کافروں کی تھمتوں سے پاک کرنے والا اور تیرے منکروں پر قیامت تک غلبہ دینے والا ھوں۔"[14]

مرزا قادیانی نے اس آیت کریمہ کے حوالے سے مختلف مقامات پر تبصرہ کر کے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ اس آیت سے وفاتِ مسیح ثابت ہوتی ہے۔

مثال کے طور پر:

12: روحانی خزائن، 13/225۔

Rohani Khazain, 13/225.

13: آل عمران ۳:۵۵

Al Qur'an ,3: 55

14: روحانی خزائن، 3/423۔

Rohani Khazain ,3/423.

1۔ علم نحو میں صریح یہ قاعدہ مانا گیا ہے کہ توفی کے لفظ میں جہاں خدا فاعل اور انسان مفعول بہ ہو ہمیشہ اس جگہ توفی کے معنیٰ مارنا اور روح قبض کرنے کے آتے ہیں۔15

2۔ "اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے تئیس مقامات میں لفظ توفیٰ کو قبض روح کے موقع پر استعمال کیا ہے اول سے آخر تک قرآن شریف میں کسی جگہ توفیٰ کا ایسا نہیں جس کے بجز قبض روح اور مارنے کے اور معنیٰ ہوں۔"16

3۔ اب اس جگہ ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نے انی متوفیک پہلے لکھا اور رافعک بعد اس کے بیان فرمایا ہے جس سے ثابت ہوا کہ وفات پہلے ہوئی اور رفع بعد از وفات ہوا۔"17

اس آیت کی تشریح مختلف اقوال میں سے تین یہاں ذکر کیے گئے ہیں۔ ان اقوال کی اسی ترتیب سے تردید ہے:

1۔ پہلے قول میں مرزا قادیانی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ علم نحو کا اصول ہے کہ توفیٰ فعل کا فاعل جب اللہ تعالیٰ ہو تو اس کا معنیٰ مارنا یا روح قبض کرنا ہوتا ہے۔ تو ان کا یہ دعویٰ محض جھوٹ ہے۔ علم النحو کی کتاب ایسی نہیں ہے کہ جس میں یہ اصول بیان کیا گیا ہے۔

2۔ دوسرے قول میں مرزا صاحب نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ لفظ توفی قرآن مجید کے تئیس مقامات پر مارنے یا روح قبض کرنے کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے اور پورے قرآن میں یہ لفظ اس کے علاوہ کسی اور معنیٰ میں استعمال نہیں ہوا۔

مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ بھی خود اسی کے قول سے غلط ثابت ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی خود کہتا ہے:

15: ایضاً، 17/162۔

Ibid,17/162.

11: ایضاً، 17/90۔

Ibid,17/90.

17: ایضاً، 3/330۔

Ibide,3/330.

"انی متوفیك و رافعك الی"

"کہ میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اُٹھاؤں گا۔"[18]

اس جگہ مرزا قادیانی خود متوفیک کا ترجمہ "میں تجھ کو پوری نعمت دوں" کر رہے ہیں اور یہاں اس کا ترجمہ انہوں نے موت نہیں کیا ہے۔ اور جہاں تک مرزا قادیانی کی اس بات کا ذکر ہے کہ یہ لفظ توفیٰ پورے قرآن میں مرنے کے علاوہ کسی اور معنیٰ میں استعمال نہیں ہوا تو یہ بھی غلط ہے۔

لفظ متوفی و فی، یفِی، وفاءٌ سے مشتق ہے جس کا معنیٰ ہے پورا دنیا، یا پورا کرنا۔ قرآن مجید میں یہ لفظ مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے۔

مثلاً:

1۔ وعدہ پورا کرنا

2۔ اجر یا بدلہ پورا دینا

3۔ عمر پوری کرنا

4۔ قبضے میں لے لینا

5۔ نذر پوری کرنا

6۔ ناپ تول پورا کرنا19

لہذا وفاء یا وفاۃ کا حقیقی معنیٰ موت نہیں ہے بلکہ پورا کرنا ہے۔ کسی کی موت کو بطور مجاز وفات اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ موت آنے پر اس کی عمر پوری ہو چکی ہوتی ہے۔ اب مذکورہ معانی پر بطور دلیل قرآنی آیات درج ذیل ہیں:

1- وعدہ پورا کرنا: مثلاً ارشاد ربانی ہے:

18: روحانی خزائن، 1/260۔

Rohani Khazain , 1/260.

19: طاہر القادری، عقیدہ ختم نبوت، (لاہور، منہاج القرآن، 2008ء)، 816۔

Tahir Ul Qadri ,Aqeeda-e- Khatm-e-Nabowat,Lahore: Minhaj ul Quran ,2008.p,816

"یاَیہا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَوۡفُوۡا بِالۡعُقُوۡدِ " [20]

"اے ایمان والو (اپنے) عہد پورے کرو۔"

2۔ اجر یا بدلہ پورا دینا: جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ثُمَّ تُوَفّٰی کلُّ نَفۡسٍ مَّا کسَبَتۡ وَ ہُمۡ لَا یظۡلَمُوۡنَ"[21]

"پھر ہر شخص کو جو کچھ عمل اس نے کیا ہے اس کی پوری پوری جزا دی جائے گی اور ان پر ظلم نہیں ہو گا۔"

3۔ نذر پوری کرنا: جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یوۡفُوۡنَ بِالنَّذۡرِ " [22]

"(یہ بندگانِ خاص وہ ہیں) جو (اپنی) نظریں پوری کرتے ہیں۔"

4۔ ناپ تول پورا کرنا: جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَ اَوۡفُوا الۡکیۡلَ وَ الۡمِیۡزَانَ بِالۡقِسۡطِ" [23]

"اور ناپ تول انصاف کے ساتھ پورا پورا کیا کرو۔"

5۔ قبضے میں لے لینا: جیسے ارشاد ربانی ہے:

20: المائدہ، 1:5

Al Qur'an ,5:1

21: البقرۃ، 281:2

Al Qur'an ,2: 281

22: الدھر، 7:76

Al Qur'an,76: 7

23: الانعام، 152:6

Al Qur'an,6:152

"اَللّٰہ یتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِہا وَ الَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِہا ۚ فَیمْسِك الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْہَا الْمَوْتَ وَ یرْسِلُ الْاُخْرٰی اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی" [24]

"اللہ ھی جانوں کو ان کی موت کے وقت قبض کرتا ھے اور ان (جانوں) کو بھی جن پر موت طاری نھیں ھوتی، نیند کے وقت کھینچ لیتا ھے۔ پھر ان (جانوں) کو روک لیتا ھے جن پر موت کا حکم صادر کر چکا ھو اور دوسری (جانوں) کو ایک وقتِ معین تک چھوڑ دیتا ھے۔"

مذکورہ تمام آیات قرآن مجید کی ہی آیات ہیں اور اِن میں لفظ توفیٰ صرف روح قبض کرنے کے معنیٰ میں مستعمل نہیں ہے۔

اور پھر صرف یہی نہیں خود مرزا بشیر الدین محمود احمد جو مرزا قادیانی کا بیٹا اور قادیای جماعت کے دوسرے خلیفہ بھی ہیں نے اپنی لکھی ہوئی تفسیرِ صغیر میں اس لفظ کا معنیٰ صرف موت نہیں لیا۔ بلکہ اس کے دوسرے معانی بھی لیے ہیں۔ مثال کے طور پر تین آیات اُن کے ترجمہ کے ساتھ بطور دلیل ذکر کی جاتی ہیں۔

1۔ "ثُمَّ تُوَفّٰی کلُّ نَفْسٍ مَّا کسَبَتْ وَ ھُمْ لَا یظْلَمُوْنَ" [25]

"پھر ھر ایک شخص کو جو کچھ اس نے کمایا ھو گا (پورا) پورا دے دیا جائے گا۔ اور ان پر (کوئی) ظلم نھیں کیا جائے گا۔"[26]

2۔"الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یسْتَوْفُوْنَ"[27]

"جو تول کر لیتے ھیں تو خوب پورا کر لے لیتے ھیں۔"[28]

24: الزمر، 39:42

Al Qur'an, 42:39

25: البقرہ ۲:۲۸۱

Al Qur'an,2:281

26: بشیر الدین محمود، تفسیر صغیر، (جھنگ: ادارۃ المصنفین ربوہ، ۱۹۷۹ء)، 75۔

Bashi ul Din Mehmood ,Tafseer Saghir ,Jhang:Idara-Tul-Mosanifin ,Rabwa,1979.p.75

27: المطففین ۸۳:۲

Al Qur'an,83: 2

28: بشیر الدین محمود، تفسیر صغیر، ۸۱۰.

Bashi ul Din Mehmood ,Tafseer Saghir,810.

3۔" وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكمْ يوْمَ الْقِيٰمَةِ"[29]

"اور تمھیں صرف قیامت کے دن(ھی) تمھارے (اعمال کے) پورے پورے بدلے دیے جائیں گے۔"

ان مذکورہ تینوں آیتوں میں مرزا بشیر الدین نے لفظ توفی کا معنیٰ موت نہیں کیا بلکہ "کسی چیز کو پورا پورا لے لینا" کے معنیٰ میں استعمال کیا ہے۔

3۔ تیسرے قول میں میں مرزا صاحب نے دلیل دی کہ متوفیک پہلے ذکر ہوا اور رافع بعد میں تو اس کا مطب یہ ہے کہ وفات پہلے ہے اور رفع بعد از وفات۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید میں کئی مقامات پر ایسا ہوا ہے کہ ظاہری ترتیب میں ایک جملہ پہلے مذکور ہے جب کہ عملاً اس کا وقوع بعد میں ہوتا ہے۔ جیسے کہ:

"وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكعُوْا مَعَ الرّٰكعِيْنَ"[30]

اس آیت میں پہلے نماز کا ذکر ہے اور پھر زکوٰۃ کا اور پھر رکوع کرنے کا۔ تو اس لحاظ سے مرزا قادیانی کی بات کو سامنے رکھا جائے تو اس آیت پر ترتیب وار عمل نہیں ہو سکتا۔

2۔"مَا هِی اِلَّا حَياتُنَا الدُّنْيا نَمُوْتُ وَ نَحْيا"[31]

اس آیت میں لفظی ترتیب کو دیکھا جائے تو یہ آیت دنیا کی زندگی میں موت کو پہلے ذکر کر رہی ہے اور حیات کو بعد میں جبکہ انسان پہلے زندہ ہوتا ہے۔ تب ہی اس کو موت آتی ہے۔

29: آل عمران ۳:۱۸۵

Al Qur'an, 3: 185

30: البقرہ ۲:۴۳

Al Qur'an, 2: 43

31: الجاثیہ ۴۵:۲۴

Al Qur'an,45:24

3۔﴿ وَ اسۡجُدِیۡ وَ ارۡکَعِیۡ مَعَ الرّٰکِعِیۡنَ﴾32

اس آیت میں سجدہ کا حکم پہلے اور رکوع کا بعد میں ہے جبکہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ عملاً رکوع پہلے ہے اور سجدہ بعد میں۔

الغرض مرزا کے اُٹھائے گئے تمام اعتراضات درست نہیں ہیں۔ نہ تو لفظ توفی صرف موت کے معنیٰ میں مستعمل ہے، نہ علم النحو میں کوئی ایسا قاعدہ مذکورہ ہے جس کا مرزا نے دعویٰ کیا ہے اور نہ ہی مرزا کا یہ اصول ٹھیک ہے کہ قرآن کے احکامات میں تقدیم و تاخیر جائز نہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ تقدیم و تاخیر جائز ہے۔ اور اگر بالفرض مرزا کا یہ اصول مان بھی لیا تو پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ خود مرزا اس اصول پر کاربند نہیں رہ سکا۔ مرزا کے قول کے مطابق متوفیک کا پہلا نمبر ہو، پھر رفع روحانی ہو اور پھر تطھیر من الکفار ہو۔ جبکہ خود مرزا کا خیال ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کشمیر کی طرف ہجرت کرنے کے بعد یعنی واقعہ صلیب سے کئی سال بعد کشمیر میں ہوئی۔ یعنی مطھرک من الذیب کفر و کا وقوع پہلا ہوا جبکہ موت اور رفع روحانی بعد میں ہوا۔ حالانکہ ترتیب طبعی میں تطھیر من الکفار تیسرے نمبر پر ہے۔ اس لیے مرزا اپنے فتویٰ کے مطابق کلام الٰہی میں تحریف کا مرتکب ہوا ہے۔ ملاحظہ کریں:

"مگر بعد اس کے کہ مسیح صلیب پر چڑھایا گیا اور شدتِ درد سے ایک ایسی سخت غش میں آگیا کہ گویا وہ موت ھی تھی۔ بھر حال پیلاطوس رومی کی کوشش سے مسیح اب مریم کی جان بچ گئی۔۔۔ بعد اس کے مسیح اس زمین سے پوشیدہ طور پر بھاگ کر کشمیر کی طرف آگیا اور وھیں فوت ھوا اور تم سن چکے ھو کہ سری نگر محلہ خانیار میں اس کی قبر ھے۔"33

آیت 2: دوسری آیت جو مرزا نے اپنے مؤقف میں پیش کی ہے وہ یہ ہے:

32: ال عمران ۳:۴۳

Al Qur'an, 3: 43

33: روحانی خزائن، 19/57۔

Rohani Khazain, 19/57

﴿بل رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيهِ﴾[34]

اس آیت کی تشریح میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"یعنی مسیح ابن مریم مقتول اور مصلوب ہو کر مردود اور ملعون لوگوں کی موت سے نہیں مَرا جیسا کہ عیسائیوں کا خیال ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے عزت کے ساتھ اپنی طرف اُٹھا لیا۔ جاننا چاہیے کہ اس جگہ رفع سے مراد وہ موت ہے جو عزت کے ساتھ ہو جیسا کہ دوسری آیت اس پر دلالت کرتی ہے۔"﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيا﴾ [35] یہ آیت حضرت ادریس کے حق میں ہے اور کچھ شک نہیں کہ اس آیت کے یہی معنیٰ ہیں کہ ہم نے ادریس کو موت دے کر مکان بلند میں پہنچا دیا۔ کیونکہ اگر وہ بغیر موت کے آسمان پر چڑھ گیا تو پھر بوجہ ضرورت موت جو ایک انسان کے لیے لازمی امر ہے یہ تجویز کرنا پڑے گا کہ یا تو وہ کسی وقت اوپر ہی فوت ہو جائیں اور یا زمین پر آکر فوت ہوں مگر یہ دونوں شق ممتنع ہیں کیونکہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ جسم خاکی موت کے بعد پھر خاک میں داخل کیا جاتا ہے اور خاک ہی کی طرف عود کرتا ہے اور خاک ہی سے حشر ہو گا اور ادریس کا پھر زمین پر آنا اور دوبارہ آسمان سے نازل ہونا قرآن و حدیث سے ثابت نہیں لھٰذا یہ امر ثابت ہے کہ رفع سے مراد اس جگہ موت ہے۔ مگر ایسی موت جو عزت کے ساتھ ہو جیسا کہ مقربین کے لیے ہوتی ہے کہ بعد موت ان کی روحیں علیین تک پہنچائی جاتی ہیں۔[36]

﴿فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْك مُّقْتَدِرٍ﴾[37]

مرزا قادیانی کی اس دلیل کے جواب میں چند باتیں غور طلب ہیں۔

34: النساء، 158:4

Al Qur'an ,4: 158

35: مریم، 57:19

Al Qur'an, 19: 57

36: روحانی خزائن، 423:3۔

Rohani Khazain,3/423.

37: القمر ۵۴: ۵۵

Al Qur'an, 54:55

1۔ مرزا قادیانی نے اس آیت سے اپنی من پسند بات ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے اور پوری آیت بیان کرنے کی بجائے آیت کا ایک ٹکڑا ذکر کیا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے کہ کوئی بندہ "لا تقربوا الصلوۃ" سے نماز نہ پڑھنے پر دلیل بائے اور پھر کمال یہ کیا ہے کہ لفظی ترجمہ نہیں کیا بلکہ مرادی معنیٰ لیا ہے اور وہ بھی ایسا کہ جو منشاء خداوندی کے خلاف ہے یعنی موت کہ جو عزت کے ساتھ ہو۔

حالانکہ عربی لغت کا ابتدائی طالب علم بھی جانتا ہے کہ رفع کا حقیقی معنیٰ اُٹھانا اور اوپر لے جانا ہے۔ اور اس کا مجازی معنیٰ بلندی درجات ہے۔ اگر رفع اجسام کا ہے تو یہاں اس کے حقیقی معنیٰ مراد لیے جائیں گے جیسے کہ ﴿وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ﴾"[38]

اور اگر رفع اعمال اور درجات کا ہے تو وہاں مجازی معنیٰ مقصود ہو گا۔ جیسے ﴿وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾[39] اور ﴿ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ﴾[40]

لہٰذا پتا چلا کہ رفع کا اصل معنی تو اُٹھانا، بلند کرنا یا اوپر لے جانا ہی ہے۔ لہٰذا جیسی چیز ہو گی ویسے ہی اس کا رفع ہو گا۔ اس وضاحت کے بعد اب ہم دیکھتے ہیں کہ بل رفعہ اللہ الیہ کو پوری آیت کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو کیا اس صورت میں اس ٹکڑے کے وہ معنیٰ کیے جاسکتے ہیں جو مرزا قادیانی نے کیے ہیں۔

پوری آیت ایسے ہے:

﴿وَّ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ

38: البقرہ ۲:۶۳

Al Qur'an ,2:63

39: الم نشرح ۹۴:۴

Al Qur'an,94: 4

40: یوسف ۱۲:۷۶

Al Qur'an,13: 76

عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَ مَا قَتَلُوْه يقِيْنًا بَلْ رَّفَعَه اللّٰه اِلَيْه ۚ وَ كانَ اللّٰه عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴾[41]

حکیم نور الدین بھیروی لکھتا ہے:

"اور کہنا یہودیوں کا ہم لوگوں نے عیسیٰ مسیح رسول اللہ مریم کے بیٹے کو قتل کیا اور ان لوگوں نے نہ مارا اس کو اور نہ سولی پر چڑھایا اس کو لیکن قتل اور سولی دینے کا شبہ ہوا اُن کو اور ہر آئینہ جن لوگوں نے اختلاف کیا اس میں وہ اس کے متعلق شک میں ہیں اور ان لوگوں کو کچھ بھی یقینی علم نہیں مگر گمان کی پیروی اور نہ مارا اس کو از راہ یقین بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اُٹھالیا۔"[42]

حکیم نور الدین کے اس ترجمہ سے معلوم ہوا کہ رفع کا معنیٰ "عزت کی موت" کرنا مرزا قادیانی کی دھوکہ دہی ہے۔

2۔ اگر ہم تھوڑی سی توجہ کریں تو ہم خود اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ یہاں رفع کا معنی عزت کی موت نہیں کیا جاسکتا۔ آیت کے شروع میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام مذکور ہے اور پھر آگے ہے ماقتلوہُ وماصلبوہُ اور آگے وما قتلوہُ یقینا ہے۔ اور ان سب جگہوں پر ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ کا جسم مبارک ہی ہے کیونکہ جسم ہی کو قتل کیا جاتا ہے اور جسم ہی کو سولی پر لٹکایا جاتا ہے۔ رفعہ کی ضمیر کا مرجع بھی حضرت عیسیٰ کا جسم ہی ہو گا۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ یہودی حضرت عیسیٰ کے جسم کو قتل کرنے کے مدعی تھے جس کی یہاں نفی کی گئی اور اُسی جسم کے متعلق کہا گیا کہ اِسی جسمِ عیسیٰ کو اللہ نے اپنی طرف اُٹھالیا۔ اگر رفع سے مراد جسم کی بجائے روح اور رفع بمعنیٰ موت ہو جیسے مرزا قادیانی کر رہے ہیں تو پھر قتل اور صلب کی نفی کرتا بے معنیٰ ہو گا۔ نیز یہ کہ اگر رفع سے اگر روحانی رفع بمعنی موت ہو تو کان اللہ عزیزاً حکیما کے جملہ کی یہاں ضرورت ہی نہیں کیونکہ اس طرح کی ترکیب ایسے موقع پر کی جاتی ہے جہاں کوئی زبردست اور غیر معمولی کام ہوا ہو۔

41: النساء ۴: ۱۵۷۔۱۵۸

Al Qur'an,4: 157-158

42: فصل الخطاب، 313-314۔

Faslal –ul-Khitab,313-314

اس لیے مرزا قادیانی کا یہاں رفع سے مراد عزت کی موت لینا ہر لحاظ سے غلط ہے۔

آیت 3: تیسری آیت جو مرزا قادیانی نے اپنے مؤقف میں پیش کی ہے۔ وہ یہ ہے:

﴿فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ﴾[43]

اس آیت کے تحت مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"تیسری آیت جو حضرت عیسیٰ ابن مریم کے مرنے پر کھلی گواھی دے رھی ھے یہ ھے ﴿فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ﴾ یعنی جب تو نے مجھے وفات دی تو تُو ھی ان پر نگہبان تھا۔ ھم پہلے ثابت کر آئے ھیں کہ تمام قرآن شریف میں توفی کے معنیٰ یہ ھیں کہ روح کو قبض کرنا اور جسم کو بیکار چھوڑ دینا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ھے کہ ﴿ وَلَكِنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ الَّذِي يَتَوَفّٰكُمْ ﴾ اور پھر فرماتا ھے ﴿ حَتّٰى اِذَا جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ﴾ اور پھر فرماتا ھے تُوَفَّتْهُ رُسُلُنَا۔ ایسا ھی قرآن شریف کے تئیں مقامات میں برابر توفی کے معنی اماتت اور قبضِ روح ھے لیکن افسوس کہ بعض علماء نے محض الحاد اور تحریف کی رُو سے اس جگہ توفیتنی سے مراد رفعتنی لیا ھے اور اس طرح ذرہ خیال نہیں کیا کہ یہ معنیٰ نہ صرف لغت کے مخالف بلکہ سارے قرآن کے مخالف ھے۔ پس یہی تو الحاد ھے جن خاص معنوں کا قرآن نے اول تا آخر التزام کیا ھے ان کو بغیر کسی قرینہ قویہ کے ترک کر دیا گیا ھے۔ توفی کا یہ لفظ نہ صرف قرآن مجید میں بلکہ جابجا احادیث نبویہ میں بھی وفات دینے اور قبضِ روح کے معنوں پر ھی آتا ھے۔ چنانچہ میں نے غور سے صحاح ستہ کو دیکھا تو ھر ایک جگہ توفّی کا لفظ جو حضور یا کسی صحابی کے منہ سے نکلا ھے تو انھی معنوں میں محدود پایا گیا ھے۔ میں دعوے سے کہتا ھوں کہ کسی ایک صحیح حدیث میں بھی کوئی ایسا توفی کا لفظ نہیں ملے گا جس کے کوئی اور معنیٰ ھوں۔ میں نے یہ معلوم کیا ھے کہ اسلام میں بطور اصطلاح کے قبضِ روح کے لیے یہ لفظ مقرر کیا گیا ھے نا روح کی بقاھر دلالت کرے۔ افسوس کہ بعض علماء جب دیکھتے ھیں کہ توفی کے معنیٰ حقیقت میں وفات دینے کے ھیں تو پھر دوسری تاویل پیش کرتے ھیں کہ آیت فَلَمَّا تُوَفَّيتَنِي سے پہلے یہ آیت ھے وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسٰى أَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ الخ، اور ظاھر ھے کہ قَالَ کا صیغہ ماضی کا ھے اور اس کے اول اِذْ موجود ھے جو خاص واسطے ماضی کے آتا ھے جس سے یہ ثابت ھوتا ھے کہ یہ قصہ وقتِ نزول آیت زمانہ ماضی کا ایک قصہ تھا نہ

43: المائدہ ۵:۱۱۷

Al Quran , 5: 117

زمانہ استقبال کا اور پھر ایسا بھی جو جواب حضرت عیسیٰ کی طرف سے یعنی فَلَمَّا تُوَفَّيْتَنِي وہ بھی بصیغہ ماضی ہے اور اس قصہ سے پہلے جو بعض دوسرے قصے قرآن کریم میں اسی طرز سے بیان کیے گئے ہیں وہ بھی انھیں معنوں کے مؤید ہیں مثلاً یہ قصہ وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّي جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ کیا اس کے یہ معنی کرنے چاہئیں کہ خدا تعالیٰ کسی استقبال کے زمانہ میں ایسے سوالات کرے گا تو اس کے قرآن شریف اس سے بھرا پڑا ہے اور وہ حدیثیں بھی اس کی مصدق ہیں کہ موت کے بعد قبل از قیامت بھی بطور بازپرس سوالات ہی کرتے ہیں۔"44

مرزا قادیانی نے یہاں پر بھی پوری آیت ذکر نہیں کی بلکہ اُس کا ایک ٹکڑا پیش کیا ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں مرزا نے جو تحریر کیا ہے اس میں چند باتیں قابل غور ہیں۔

1۔ مرزا قادیانی کا اصرار ہے کہ توفیٰ کا معنیٰ پورے قرآن میں "روح قبض کرنا" ہے۔

2۔ اُن کے نزدیک اس جگہ توفیتنی کا معنی رفعتنی کرنا الحاد اور تحریف ہے۔

3۔ فلما توفیتنی (جو کہ ماضی کا صیغہ ہے) سے پہلے جو آیت ہے اذ قال اللہ یٰعیسیٰ اس میں بھی "قال" ماضی کا صیغہ ہے اور پھر اس جگہ قال کے شروع میں لفظ اذ موجود ہے جو ماضی کے لیے خاص ہے۔ جس سے واضح ہے کہ فلما توفیتنی کے نزول کے وقت یہ ماضی کا قصہ تھا۔

اب ہم اس کا جواب اسی ترتیب سے دیتے ہیں۔

جواب شق 1: کیا توفیٰ کا معنی پورے قرآن میں روح کو قبض کرنا اور جسم کو بے کار چھوڑ دینا ہی ہے؟ اس کا جواب ہم نے پچھلی آیت کے ضمن میں دے دیا ہے کہ توفی قرآن مجید میں مختلف معانی کے لیے استعمال ہوا ہے۔

جواب شق 2: مرزا قادیانی کا کہنا کہ فلما توفیتنی کا معنی رفعتنی کرنا الحاد اور تحریف ہے یہ ان کی جہالت کی دلیل ہے۔ جبکہ بڑے بڑے مفسرین نے یہی معنیٰ کیا ہے۔ جیسے کہ

فلما توفيتنى يعنى قبضتنى و رفعتنى اليك (مظهرى)

فلما توفيتنى رفعتنى من بينهم (تفسير ابن عباس)

44: روحانی خزائن، 3/425۔

Rohani Khazain,3/425.

فلما توفیتنی ای قبضتنی بالرفع الی السماء (روح المعانی)

لہٰذا ان حضرات کو ملحد و منحرف کہنا اپنے آپ کو ملحد و منحرف بنانا ہے۔

جواب شق 3: مرزا قادیانی کا دعویٰ تو نبی اور رسول ہونے کا ہے مگر علمی کمال یہ ہے کہ آنجہانی کو آیت کے سیاق و سباق کا بھی پتہ نہیں۔ حالانکہ یہ بات واضح ہے کہ اس آیت کا سیاق و سباق خود بتا رہا ہے کہ اس آیت کا تعلق قیامت کے دن سے ہی ہے اور یہ سارا واقعہ یوۡمَ یجمع اللہُ الرسل َفیقول ماذا اُجبتم قالوا لا علم لنا (مائدہ ۱۰۹) سے شروع ہو کر قال اللہ ھذا یوم ینفع اللہ الصادقین صدقھم (مائدہ ۱۱۹) پر مکمل ہو رہا ہے۔ جس طرح یوم یجمع اللہ الرسل کا تعلق بھی قیامت کے دن سے ہے ایسے ہی واضح طور پر یہ بات سامنے آئی کہ فلما توفیتنی کا قول بھی حضرت مسیح کا قیامت کے دن ہو گا۔

باقی رہی یہ بات کہ توفیتنی اور اذا قال اللہ یٰعیسیٰ ماضی کے صیغے ہیں اور معنی مستقبل کیوں کیے جائیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ علم بلاغت کا یہ اصول ہے کہ جو امر یقین الوقوع ہو اُس کو ماضی کے صیغہ سے ذکر کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ اس کا قطعی ہونا واضح ہو جائے۔ جس کی کئی مثالیں قرآن مجید میں موجود ہیں جیسے:

1۔ ﴿وَ نُفِخَ فِی الصُّوۡرِ فَاِذَا ھُمۡ مِّنَ الۡاَجۡدَاثِ اِلٰی رَبِّھِمۡ یَنۡسِلُوۡنَ﴾[45]

2۔﴿ وَلَوۡ تَرٰۤی اِذۡ وُقِفُوا عَلَیٰ رَبِّھِمۡ ۚ قَالَ أَلَیۡسَ ہٰذَا بِالۡحَقِّ ۚ قَالُوا بَلَیٰ وَرَبِّنَا ۚ ﴾[46]

ان آیات میں اور اس طرح کئی دوسری آیات میں فعل ماضی مستقبل کے معنیٰ میں ہے اور پھر صرف یہی نہیں۔ مرزا قادیانی خود بھی اسی موقف کی تائید میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

"جس شخص نے کافیہ یا ھدایت النحو بھی پڑھی ھو گی وہ خوب جانتا ھے کہ ماضی، مضارع کے معنی پر بھی آجاتی ھے بلکہ ایسے مقامات میں جبکہ آنے والا واقعہ متکلم کی نگاہ میں یقینی الوقوع ھو مضارع کو ماضی پر لاتے ھیں

45: یٰسین ۳۶:۵۱

Al Qur'an, 36: 51

46: انعام، 30:6

Al Qur'an ,6: 30

تاکہ اس امر کا یقینی الوقوع ہونا ظاہر ہو۔ قرآن مجید میں اس کی بہت ساری مثالیں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّهِمْ یَنْسِلُوْنَ﴾[47]

اور جیسا کہ فرماتا ہے:

﴿وَ اِذْ قَالَ اللّٰه یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰه قال اللّٰه ہذا یوم ینفع الصادقین صدقہم﴾[48]

الغرض مرزا قادیانی نے ہر جگہ دھوکے سے کام لیا ہے۔ یہ کہنا کہ پورے قرآن میں توفی صرف روح قبض کرنے کے معنیٰ میں ہے۔ یہ سب جانتے ہوئے کہ قرآن مجید کی کئی آیات میں یہ لفظ دیگر معانی کے لیے استعمال ہوا، محض دھوکہ ہے۔ اور پھر الٹا دوسروں پر الحاد اور تحریف کا الزام اس سے بڑا جرم ہے اور حد یہ ہے کہ خود ہی ایک اصول بیان کرتے ہیں اور پھر خود ہی اُس اصول کو توڑ دیتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا کی ہر بات میں تضاد ہے۔ ایک جگہ ایک مؤقف اپناتے ہیں تو دوسری جگہ اپنے پہلے والے مؤقف کے متضاد دلیل لے آتے ہیں۔ جس سے آپ کی علمی استعداد خوب واضح ہو جاتی ہے۔

یہ تو تھیں پہلی تین آیات جو ہم نے بالتفصیل مرزا قادیانی کے مؤقف اور اس کے رد میں تفصیلاً بیان کی ہیں۔

اب اجمالاً فقط وہ آیات تحریر کرتے ہیں جن سے مرزا غلام احمد نے وفات مسیح کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

آیت 4: ﴿ وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾[49]

آیت 5: ﴿ مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَ اُمُّه صِدِّیْقَةٌ ؕ كَانَا یَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ﴾[50]

47: یٰسین ۳۶:۵۱

Al Qur'an, 36: 51

48: روحانی خزائن، 32/159۔

Rohani Khazain,32/159.

49: النساء ۴:۱۵۹

Al Quran,4:159

50: المائدہ ۵:۷۵

آیت 6: ﴿ وَ مَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا یَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ﴾[51]

آیت 7: ﴿ وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِه الرُّسُلُ ؕ اَفَاْئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ﴾[52]

آیت 8: ﴿وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِك الْخُلْدَ ؕ اَفَاْئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ﴾[53]

آیت 9: ﴿ تِلْك اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ لَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَ لَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾[54]

آیت 10: ﴿ وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًا﴾[55]

آیت 11: ﴿ وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَ یَوْمَ اَمُوْتُ وَ یَوْمَ اُبْعَثُ حَیًا﴾[56]

آیت 12: ﴿وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰى وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَیْلَا یَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَیْـًٔا﴾[57]

آیت 13: ﴿وَ لَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ﴾[58]

آیت 14: ﴿ وَ مَنْ نُّعَمِّرْه نُنَكِّسْه فِی الْخَلْقِ﴾[59]

Al Quran,5: 75

51:الانبیاء۲۱:۸

Al Quran,21: 8

52:ال عمران۳:۱۴۴

Al Quran,3: 144

53:الانبیاء۲۱:۳۴

Al Quran,21: 34

54:البقرہ۲:۱۴۱

Al Quran,2: 141

55:مریم۱۹:۳۱

Al Quran,19: 31

56:مریم۱۹:۳۳

Ibid.

57:الحج۲۲:۵

Al Quran,22: 5

58:البقرہ۲:۳۷

Al Quran,2: 37

59:یٰسین۳۶:۶۸

آیت 15: ﴿اَللّٰه الَّذِیْ خَلَقَکمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّ شَیْبَةً﴾[60]

آیت 16: ﴿ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیا کمَآءٍ اَنْزَلْنٰه مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا یاْکلُ النَّاسُ وَ الْاَنْعَامُ﴾[61]

آیت 17: ﴿ ثُمَّ اِنَّکمْ بَعْدَ ذٰلِك لَمَیتُوْنَ﴾ [62]

آیت 18: ﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰه اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَکه ینَابِیْعَ فِی الْاَرْضِ ثُمَّ یخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُه ثُمَّ یهِیْجُ فَتَرٰیه مُصْفَرًّا ثُمَّ یجْعَلُه حُطَامًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِك لَذِکرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ﴾[63]

آیت 19: ﴿ وَ مَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَك مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّآ اِنَّهمْ لَیاْکلُوْنَ الطَّعَامَ وَ یمْشُوْنَ فِی الْاَسْوَاقِ﴾[64]

آیت 20: ﴿ وَ الَّذِیْنَ یدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰه لَا یخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّ همْ یخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیآءٍ ۚ وَ مَا یشْعُرُوْنَ ۙ اَیانَ یبْعَثُوْنَ﴾[65]

آیت 21: ﴿مَا کانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکمْ وَ لٰکنْ رَّسُوْلَ اللّٰه وَ خَاتَمَ النَّبِینَ﴾[66]

آیت 22: ﴿ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّکرِ اِنْ کنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾[67]

Al Quran,36: 28

60:الروم ۳۰:۵۴

Al Quran,30: 54

61:یونس ۱۰:۲۴

Al Quran,10: 24

62:المومنون ۲۳:۱۵

Al Quran,23: 15

63:الزمر ۳۹:۲۲

Al Quran39: 22,

64:الفرقان ۲۵:۲۰

Al Quran,25: 20

65:النحل ۱۶:۲۰۔۲۱

Al Quran,16: 20-21

66:الاحزاب ۳۳:۴۰

,Al Quran33: 40

67 :النحل ۱۶:۴۴

Al Quran,16: 44

آیت 23: ﴿ یٰۤاَیَّتُہا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ o ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیۃً مَّرْضِیۃً o فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ o وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ﴾ [68]

آیت 24: ﴿اَللّٰہ الَّذِیْ خَلَقَکمْ ثُمَّ رَزَقَکمْ ثُمَّ یمِیْتُکمْ ثُمَّ یحْییْکمْ﴾[69]

آیت 25: ﴿کلُّ مَنْ عَلَیْہا فَانٍ o وَّ یبْقٰی وَجْہ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِکْرَامِ﴾ [70]

آیت 26: ﴿اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَہرٍ o فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ﴾[71]

آیت 27: ﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَہمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤی ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْہا مُبْعَدُوْنَ o لَا یسْمَعُوْنَ حَسِیْسَہا ۚ وَ ہمْ فِیْ مَا اشْتَہتْ اَنْفُسُہمْ خٰلِدُوْنَ﴾ [72]

آیت 28: ﴿ اَیْنَ مَا تَکوْنُوْا یدْرِکْکمُ الْمَوْتُ وَ لَوْ کنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیدَۃٍ﴾[73]

آیت 29: ﴿ وَ مَاۤ اٰتٰىکمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہ وَ مَا نَہٰىکمْ عَنْہ فَانْتَہوْ﴾[74]

آیت 30: ﴿ اَوْ تَرْقٰی فِی السَّمَآءِ ؕ وَ لَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیكَ حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا کتٰبًا نَّقْرَؤُہٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ ہلْ کنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾[75]

یہ وہ تیس آیات ہیں جن سے مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ اگر آپ ان آیات پر غور کریں اور مرزا قادیانی کا کیا ہوا ترجمہ پڑھیں خاص طور پر سورۃ بنی اسرائیل کی آیت

68: الفجر۸۹:۲۷۔۳۰

Al Quran,89: 28-30

69: الروم۳۰:۴۰

Al Quran,30: 40

70: الرحمٰن۵۵:۲۶۔۲۷

Al Quran,55: 26-27

71: القمر۵۴:۵۴۔۵۵

Al Quran,54: 54-55

72: الانبیاء۲۱:۱۰۱۔۱۰۲

Al Quran,21: 101-102

73: النساء۴:۷۸

Al Quran,4: 78

74: الحشر۵۹:۷

Al Quran,59: 7

75: بنی اسرائیل۱۷:۹۳

Al Quran,17: 93

93 کا تو آپ کو خود اندازہ ہو جائے گا کہ قرآن کہہ رہا ہے اور مرزا قادیانی کیا کہہ رہا ہے۔ جس سے آپ مرزا قادیانی کے باقی دلائل کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان کی حیثیت ہو گی۔ اسلامی عقائد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اُٹھایا جانا اور پھر قیامت سے پہلے اس پر نزول اور پھر انتقال کے بعد روضۂ رسول میں دفن ہونا، اتنا مسلّم ہے کہ اس میں تمام قرآن و حدیث، صحابہ و تابعین مفسرین و محدثین کلی طور پر متفق ہیں۔

- **مرزا بشیر الدین محمود احمد کی تعبیر و تشریحات:**

تفسیر کبیر جماعت احمدیہ کے خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین محمود ۱۹۶۵ء کی طرف منسوب ہے جو کہ مکمل نہیں ہے بلکہ جزوی تفسیر ہے۔ یہ قادیانی فکر کی نمائندہ جامع تفسیر ہے۔ اس کا عمومی اسلوب دفاع اسلام اور جماعتِ احمدیہ کی نظریاتی دعوت ہے۔ خصوصاً اس وقت کے مقامی مسیح پادری صاحبان اور مستشرقین کی تنقیدی آراء کا جواب قادیانی نقطۂ نظر سے دیا گیا ہے۔ ایک مقام پر لکھتا ہے:

"ھندوستان میں تبشیری خدمات انجام دینے والے پادری (Whorry) وھیری ایک عیسائی مفسر ھے وہ اعتراض کرتا ھے کہ اس آیت (البقرہ ۱۳۴) میں محمد (ﷺ) نے دعویٰ کیا ھے کہ پھلے لوگ بھی میرے دین کے تابع تھے۔ چنانچہ نحن لہ مسلمون سے وہ استنباط کرتا ھے کہ یعقوب علیہ السلام کی اولاد نے کھا کہ وہ محمد ﷺ پر ایمان لاتے ھیں اور پھر بھت سے دلائل سے اس بات کو رد کرتا ھے اور کھتا ھے کہ یہ بالکل غلط ھے۔ مگر دراصل وھیری کو دھوکہ لگا ھے۔ اسلام یہ نھیں کھتا کہ وہ ان تفاصیل کے پابند تھے جو اسلام میں پائی جاتی ھیں بلکہ صرف یہ کھتا ھے کہ وہ اپنے اپنے وقت سچے دین کے پیروکار تھے اور اس سے کوئی سلیم الفطرت انسان انکار نھیں کر سکتا ورنہ نام کے طور پر یہ لفظ صرف امتِ محمدیہ کو ملا ھے اور کسی کو نھیں۔"76

اور پھر اس تفسیر میں جابجا مرزا غلام احمد قادیانی کو ماننے کی دعوت بھی دی گئی ہے۔ مثلاً

"میں اس موقع پر مسلمانوں کو توجہ دلانا چاھتا ھوں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ھے جو سب نبیوں کو مانے وھی مسلمان ھے اور آنحضرت آنے والے مسیح کو نبی اللہ قرار دیتے ھیں۔ اور اس زمانہ میں میسحیت موعود کا وعدہ بانی

76: بشیر الدین محمود، تفسیر کبیر، (قادیان: انوار احمدیہ پریس، 1940ء)، 2/206۔

Bashir Ul –Din Mehmood ,Tafsir –e- Kabeer ,Qadiyan : anwar- e- Ahmedia Press ,1940,2/206.

سلسلہ احمد کے وجود کے پورا ہو چکا ہے۔ پس ہر وہ شخص جو اسلام سے اپنے آپ کو وابستہ کرتا ہے اس کا فرض ہے کہ وہ ہوشیار ہو جائے اور بے توجہی سے آپ کے دعویٰ کو نہ دیکھے۔"[77]

مرزا بشیر الدین سورۃ مریم کی آیت ۵۸ کے تحت لکھتے ہیں:

"سو یاد رکھنا چاہیے کہ مسیح کے متعلق وہ خیال جس پر اس کی خدائی کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ اُس کا آسمان پر چلے جانا ہے اور یہ ایک ایسا خیال ہے جس بد قسمتی سے مسلمان بھی عیسائیوں کے ساتھ متفق ہیں اور وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ حضرت مسیح زندہ ہیں اور آسمان پر بیٹھے ہیں۔"[78]

مرزا بشیر الدین محمود اپنے ترجمہ قرآن اور مختصر تفسیر "تفسیر صغیر" میں سورہ ال عمران کی آیت ۵۵ کے ترجمہ میں لکھتا ہے:

﴿اِذۡ قَالَ اللّٰہ یٰعِیۡسٰۤی اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ وَ مُطَہِّرُکَ مِنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ﴾[79]

"(اس وقت کو یاد کرو) جب اللہ نے کہا: اے عیسیٰؑ! میں تجھے (طبعی طور پر) وفات دوں گا اور تجھے اپنے حضور میں عزت بخشوں گا اور کافروں (کے الزامات) سے تجھے پاک کروں گا۔"[80]

اس آیت کے ترجمہ میں مرزا بشیر الدین نے رافعک کا ترجمہ "عزت بخشوں گا" کیا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس حوالے سے مرزا کا مؤقف یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان پر زندہ نہیں اُٹھایا گیا۔

اسی طرح مرزا بشیر الدین سورۃ المآئدہ کی آیت ۱۱۷ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

﴿فَلَمَّا تَوَفَّیۡتَنِیۡ کُنۡتَ اَنۡتَ الرَّقِیۡبَ عَلَیۡہِمۡ ﴾[81]

77: ایضاً، 2/211۔

Ibid .2/211.

78: ایضاً، 5/312۔

Ibid .5/312

79: ال عمران ۳:۵۵

Al Qur'an , 3: 55

80: بشیر الدین محمود، تفسیر صغیر، 87۔

Bashir –ul-Din Mehmood, Tafseer –e-e Saghir ,87

81: المائدہ ۵:۱۱۷

"پس جب تو نے میری توح قبض کرلی تو تُو ہی ان پر نگران تھا۔"[82]

یہاں بھی مرزا بشیر الدین نے توفی کا مطلب روح قبض کرنا لیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا کا مؤقف رفع الی السماء کا مؤقف نہیں ہے۔

اسی طرح مرزا بشیر الدین اپنی کتاب "دعوۃ الامیر" میں اس حوالے سے اپنا مؤقف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ھم خدا کے کلام کو کھاں لے جائیں اور جس منہ سے ﴿وکنتُ علیھم شھیداً مادمتُ فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شيءٍ شھید﴾ کی آیت پڑھیں جس میں اللہ تعالیٰ خود حضرت مسیح ناصری کی زبانی بیان کرتا ھے کہ مسیحی لوگ حضرت مسیح کی وفات کے بعد بگڑے ھیں۔ اُن کی حیات میں وہ اپنے سچے دین پر ھی قائم رھے ھیں، اسی منہ سے یہ کھیں کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر بیٹھے ھیں۔ ھم خدا تعالیٰ کے کلام ﴿یعیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی و مطھرک من الذین کفروا و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ﴾۔ کو کس طرح نظر انداز کر دیں جس سے معلوم ھوتا ھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع ان کی وفات کے بعد ھوا۔ بے شک وہ جو خدا سے زیادہ فصیح زبان جاننے کے دعویدار ھیں کہ دیں کہ اس نے متوفیک کو جو حضرت مسیح کی وفات کی خبر دیتا ھے۔ پھلے بیان کر دیا ھے اصل میں رافعک پھلے چاھیے تھا مگر ھم تو اللہ تعالیٰ کے کلام کو تمام کلاموں سے افصح جانتے ھیں اور ھر غلطی سے مبرا سمجھتے ھیں۔ ھم مخلوق ھو کر اپنے خالق کی غلطیاں کیونکر نکالیں اور جاھل ھو کر علیم کو سبق کیوں دیں ـــــــ ھمارے لیے یہ بات سمجھنی بالکل ناممکن ھے کہ حضرت مسیح ناصری کو زندہ آسمان پر چڑھا دیں اور محمد رسول اللہ ﷺ کو زیر زمین مدفون سمجھیں اور پھر ساتھ ھی یہ بھی یقین رکھیں کہ آپ ﷺ مسیح سے افضل بھی ھیں۔ کس طرح ممکن ھے کہ وہ جسے اللہ تعالیٰ نے ذرا سا خطرہ دیکھ کر آسمان پر اُٹھا لیا ادنیٰ درجہ کا ھو اور وہ جس کا دشمنوں نے دور دور تک تعاقب کیا مگر خدا تعالیٰ نے اتنے ستاروں تک بھی نہ اُٹھایا اعلیٰ ھو۔ اگر فی الواقع مسیح علیہ السلام آسمان پر ھیں اور ھمارے سردار و آقا زمین میں مدفون ھیں تو ھمارے لیے اس سے بڑھ کر

Al Qur'an ,5: 117

82: محمود، بشیر الدین، تفسیر صغیر، ۱۶۳۔

Bashir –ul–Din Mehmood, Tafseer –e–e Saghir , 163

اور کوئی موت نہیں اور ہم مسیحیوں کو منہ بھی نہیں دکھا سکتے، مگر نہیں یہ بات نہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے پاک رسول سے یہ سلوک نہیں کر سکتا۔"[83]

مرزا بشیر الدین حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق اسی نظریے کا قائل ہے جو نظریہ جماعت ربوہ والوں کا ہے اور اس نظریے کو مرزا بشیر الدین نے اپنی تفسیر اندر قرآنی آیت میں تحریف کر کے بیان کیا ہے۔

سورہ نساء کی آیت "بل رفعہ اللہ الیہ " کی تفسیر کرتے ہوئے حاشیہ میں لکھتا ہے "مفسرین اس آیت کے یہ معنی کرتے ہیں کہ تمام اہل کتاب مسیح کی موت سے پہلے اس پر ایمان لے آئیں گے لیکن یہ معنی درست نہیں کیونکہ یہاں "ان من اھل الکتاب" کے الفاظ ہیں جو بتاتے ہیں کہ اہل کتاب میں سے ہر فرد کا ایمان لانا ضروری ہے حالانکہ لاکھوں یہودی ایسے ہیں جو مسیح کے زمانہ سے اب تک فوت ہو چکے ہیں لیکن ان کو مسیح پر ایمان لانا نصیب نہیں ہوا پس ہم نے اس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ اہل کتاب میں سے ہر ایک (یعنی یہودی اور مسیحی) اپنی موت سے پہلے یہ مانتا رہے گا۔ کہ مسیح صلیب پر مر گئے۔ یہودی اس لئے کہ وہ مسیح کو لعنتی ثابت کرنا چاہتے ہیں اور عیسائی اس لئے کہ وہ کفارہ کی بنیاد اس پر رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب ان میں سے کوئی شخص وفات پا جائے گا تو اس پر یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا بلکہ وہ صلیب سے زندہ اتر آیا تھا ہمارے معنی اس لئے بھی درست ہیں کہ اس آیت کی دوسری قرآت " قبل موتھم " آئی ہے جو بتاتی ہے کہ مسیح کی موت سے پہلے یہود و نصاری ایسا ایمان نہیں لائیں گے بلکہ ہر یہودی اور ہر عیسائی اپنی موت سے پہلے ایسا سمجھتا رہے گا کیونکہ "ھم" جمع ضمیر غائب ہے اس کا مرجع مسیح علیہ السلام نہیں ہو سکتے "[84]

مرزا بشیر الدین حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کو ثابت کرنے کے لئے غلط تفسیر کی ہے۔

83: بشیر الدین محمود، تفسیر صغیر، 340-342۔

Bashir –ul-Din Mehmood, Tafseer –e-e Saghir , 340-342

84: ایضا، 136۔

Ibid .136

اسی طرح مزید حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات کو ثابت کرنے کے لئے سورہ مائدہ کی آیت ﴿ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللّه ہوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ اللَّه شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَن يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّه وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ﴾[85]

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

یہ آیت وفات مسیح علیہ السلام کا ثبوت ہے۔ اگر مسیح موعود علیہ السلام اور اس کی ماں کو اللہ تعالیٰ نے مارا نہیں تو یہ آیت ایک بے دلیل دعویٰ بن جاتی ہے۔86

مزید سورہ مائدہ کی آیت﴿ما المَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ ﴾کی تشریح میں لکھتے ہیں "خلا فلان اذامات یعنی خلا کے معنی وفات پانے کے ہیں۔ یہ آیت وفات مسیح علیہ السلام پر دلالت کرتی ہے کیونکہ دوسری جگہ آتا ہے "وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل، یعنی محمد رسول اللہ ﷺ سے پہلے سب رسول (جن میں مسیح بھی شامل ہے) فوت ہو چکے ہیں۔87

مرزا بشیر الدین حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق اس بات کا بھی انکار کرتا ہے کہ وہ آسمان پر ہیں چنانچہ سورہ اعراف کی آیت نمبر ۲۵﴿قال فيها تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتا ہے اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی انسان اس زمین سے باہر نہیں جا سکتا نہ آسمان پر جا سکتا ہے جیسا کہ غلطی سے لوگ حضرت عیسی علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ آسمان پر چلے گئے۔ اگر وہ دونوں آسمان پر بیٹھے ہیں تو یا تو یہ آیت غلط ہے کہ تم اسی زمین میں زندہ رہو گے یا پھر عیسی علیہ السلام اور اور

85: المائدۃ، 17:5

Al Quran ,5: 17

86: بشیر الدین محمود، تفسیر صغیر، 144۔

Bashir –ul–Din Mehmood, Tafseer –e–e Saghir , 144

87 : ایضاً، 155۔

Ibid. 155

ادریس علیہ السلام انسان نہیں ہیں۔ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہے کہ عیسی علیہ السلام اور ادریس علیہ السلام اور تمام ایسے انسان جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ آسمان پر ہیں اسی زمین میں زندگی بسر کریں گے اس میں دفن ہوں گے اور اس میں سے پھر زندہ ہو کر اٹھیں گئے۔88

. اسی طرح مرزا بشیر الدین حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت ثانیہ کا بھی قائل تھا۔ اس کے متعلق سورہ زخرف کی آیت نمبر 63

﴿وَلَمَّا جَاء عِيسَى بالبينات﴾ کے ترجمہ وتفسیر میں لکھتا ہے

"اور جب عیسی (بعثت ثانیہ میں) نشانات کے ساتھ آئے گا۔ اب اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں" اس جگہ حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت ثانیہ کا ذکر ہے"۔89

اصل میں مرزا بشیر الدین مرزا غلام احمد کے یہ دعوئی کہ "میں عیسی بھی ہوں" کو ثابت کرنے کے لئے قرآن کی اس آیت میں تحریف کی ہے۔ الغرض مرزا بشیر الدین محمود احمد کی دونوں تفاسیر میں تحریف کی بھرمار ہے۔ اور یہ بات کسی بھی مفسر قرآن کے لائق نہیں وہ خدا کی کتاب میں قرآن وحدیث کو چھوڑ کر اپنی عقل اور تقلیدی فکر کو ترجیح دے.

الغرض مرزا بشیر الدین بھی وہ نظریہ اور عقیدہ رکھتے ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے۔ اُن کے نزدیک یہ ممکن نہیں ہے کہ ہمارے نبی سب سے اعلیٰ درجہ کے حامل ہونے کے باوجود زمین میں دفن ہو اور مسیح علیہ السلام حضور سے کم درجہ کے حامل ہونے باوجود وہ آسمانوں پر موجود ہوں۔ مرزا بشیر الدین کے نزدیک اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کر سکتا کہ وہ خود اپنے ہاتھ سے حضور ﷺ کی شان کو گرائے اور دشمن کو اعتراض کا موقع دے۔

---

88 :ایضاً،192۔

Ibid. 192

89 :ایضاً،251۔

Ibid.251

- **مرزا محمد علی لاہوری کی تعبیر و تشریحات:**

محمد علی لاہوری نے اپنی تفسیر بیان القرآن میں تفصیلا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کا انکار کرتے ہوئے معجزات کا بھی انکار کیا ہے۔ مرزا محمد علی لاہوری سورۃ ال عمران کی آیت "وَ مَكَرُوْا وَ مَكَرَ اللّٰهُ"[90] کے تحت لکھتے ہیں:

" وَ مَكَرَ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ نے بھی کوئی باریک تدبیر کی۔ یہ باریک تدبیر کیا تھی؟ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح کو آسمان پر اٹھا لینا اور آپ کا ہمشکل ایک حواری کو بنا کر اس کو مصلوب کرا دینا یہ خدائی تدبیر تھی۔ لیکن اس پر تین اعتراض پیدا ہوتے ہیں اول یہ کہ ایک شخص کو یوں دشمنوں کے تصرف سے نکال لینا کہ اُسے آسمان پر اُٹھا لیا جائے یہ کوئی باریک مخفی تدبیر نہ ہوئی۔ دوسرا یہ کہ مکر تو اُس تدبیر مخفی کو کہا جاتا ہے جو جہات نقص و فتور سے خالی ہو۔ جب ایک حواری مارا گیا اور اُسی صلیب کی موت سے مارا گیا تو یہ تدبیر تو سخت ناقص ہے۔ مسیح تو لعنتی موت سے بچے لیکن ان کی جگہ ایک حواری جو انصار اللہ میں سے تھا اسی لعنتی موت میں گرفتار ہوا۔ تیسرا اور سب سے بڑا اعتراض اس پر یہ ہے کہ یہودیوں کی غرض تو پوری ہو گئی کہ مسیح کے کاروبار کا اور تبلیغ کا خاتمہ ہو گیا اور بنی اسرائیل اس کی ہدایت سے محروم رہ گئے۔ پھر یہ کیسی ناقص تدبیر ہوئی۔ واللہ خیر الماکرین کا لفظ اس پر نہیں بولا جا سکتا۔ الٰہی تدبیر جیسا کہ دوسری جگہ دکھایا جائے گا یہ تھی کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو ایک نہایت مخفی باریک تدبیر سے موت صلیب سے بچا کر باقی بنی اسرائیل کی طرف بھیج دیا اور اس طرح پر یہود کی کوششوں دونوں طرح ناکام ہوئی۔ حضرت مسیح اپنی نبوت کا کام بھی کرتے رہے اور باریک رنگ میں صلیب کی موت سے بھی بچا دیے گئے۔"[91]

90: ال عمران ۳:۵۴

Al Qur'an ,3: 54

91: محمد علی لاہوری، بیان القرآن، (لاہور: احمدیہ انجمن اشاعت اسلام، ۱۳۴۰ھ)، 1/330۔

Muhammad Ali Lahoree, Bian -Ul- Qur'an , Lahore: Ahmedia Anjaman Isha'at Islam , 1340,1/330 .

اس اقتباس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ محمد علی لاہوری کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے لیکن صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ ان کو بچا کر بنی اسرائیل کی طرف بھیج دیا گیا۔ اس طرح یہودیوں کو اس دھوکہ میں ڈالا گیا کہ مسیح صلیب پر فوت ہوئے ہیں حالانکہ حقیقت
میں وہ صلیب پر لعنتی موت نہیں مرے تھے۔

مولوی محمد علی لاہوری سورۃ ال عمران کی آیت نمبر ۵۵ ﴿اِذۡ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیۡسٰۤی اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ﴾ کے تحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"متوفيك۔ تو فاه اللّٰهُ اذا قبض نفسه

قبض روحہ یعنی محاورہ توفاہ اللہ کے معنی قبض نفس یا قبض روح ہیں۔ توفاہ اللہ کے کوئی معنی سوائے قبض نفس یا روح کے کسی لغت میں نہیں آئے۔ چونکہ یہاں زیر بحث خالی لفظ توفی نہیں بلکہ متوفیک زیر بحث ہے جس میں اللہ تعالیٰ فاعل اور حضرت عیسیٰ بطور مخاطب مفعول ہیں۔

اس لیے متوفیک پر صرف توفاہ اللہ کے معنی سے ہی سند لائی جاسکتی ہے۔ اور تمام اہل لغت نے توفاہ اللہ کے محاورہ کو تسلیم کر کے الگ لکھا اور اس کے خاص معنی قبض روح یا قبضِ نفس دیے ہیں اور یہ معنی نہ صرف لغت سے ثابت ہیں بلکہ خود قرآن کریم نے بھی صراحت فرمائی ہے۔ ﴿اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الۡاَنۡفُسَ حِیۡنَ مَوۡتِہَا وَ الَّتِیۡ لَمۡ تَمُتۡ فِیۡ مَنَامِہَا﴾ 92

اللہ کا نفوس کا توفیٰ کرنا یا موت کے وقت ہوتا ہے اور جو مرتے نہیں ان کی نیند میں بھی توفی نفس کرتا ہے۔ تیسری کوئی صورت نہیں۔ پس متوفیک کے معنی سوائے تیری روح قبض کرنے والا کے اور کچھ ہیں ہوسکتے۔ ہاں یہ سوال رہ جاتا ہے کہ یہاں مراد نیند میں قبض نفس ہے یا موت کے وقت۔"93

92: الزمر ۳۹:۴۲

Al Qur'an , 39: 42

93: محمد علی لاہوری، بیان القرآن، 1/330۔

Muhammad Ali Lahoree, Bian -Ul- Qur'an ,1/330

اس آیت کی تفسیر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ محمد علی کے نزدیک بھی مرزا قادیانی کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی ہے۔ اور لاہوری نے بھی یہاں توفی کا معنی مرا قادیانی کی طرح صرف قبضِ روح ہی لیا ہے۔

اپنے وفاتِ مسیح کے عقیدے کو ثابت کرنے کے لیے مرزا محمد علی لاہوری آگے مزید لکھتے ہیں:

"حضرت مسیح کی وفات کے نام پر بعض لوگ باوجود اس تصریح کے جو قرآن شریف میں موجود ہے بہت گھبراتے ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ کوئی نیا عقیدہ ہے جو اسلام میں داخل کیا جارہا ہے اور سمجھتے ہیں کہ قرآن شریف اور احادیث میں حضرت عیسیٰ کے زندہ بَر آسمان ہونے کا ذکر ہے۔ حالانکہ صرف قرآن شریف و حدیث میں حیات مسیح کا مطلق کوئی ذکر نہیں بلکہ دونوں جگہ آپ کی وفات کا ذکر ہے اور حیات مسیح پر جو اجماع امت سمجھا جاتا ہے اس کا یہ حال ہے کہ چار ائمہ میں سے ایک امام مالک کھلے طور پر وفات مسیح کے قائل ہیں چنانچہ یہ ان کا عقیدہ عتبیہ اور مجمع البحار میں صاف الفاظ میں لکھا ہوا موجود ہے۔ اور باقی تین اماموں میں سے صراحت سے کوئی حیاتِ مسیح کا قائل نہیں۔ پس اصل عقیدہ، اہل سنت والجماعت کا وفات مسیح ہے نہ کہ حیاتِ مسیح۔"[94]

سورۃ ال عمران کی آیت نمبر ۵۵ ورافعک الی کے تحت رفع الی السماء کا مفہوم بیان کرتے ہوئے مرزا محمد علی لاہوری لکھتا ہے:

"لسان العرب میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں الرافع ہے جس سے مراد ہے کہ وہ جو مومن کو سعید بنا کر اور اپنے اولیاء کو قرب عطا کر کے رفع فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں اس لفظ کا آنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ کے انسانوں کو رفع کرنے کا ذکر ہو وہاں مراد بلندی درجات اور قرب کا عطا کرنا ہوتا ہے۔ نہ کہ نیچی جگہ سے اُٹھا کر ان کو بلند جگہ پر رکھ دینا۔"[95]

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ محمد علی کے نزدیک ارفع سے مراد جسمانی رفع نہیں بلکہ روحانی رفع۔ یعنی بلندی درجات مراد ہے۔

94: محمد علی لاہوری، بیان القرآن، 1/331۔

Muhammad Ali Lahoree, Bian -Ul- Qur'an ,1/331

95: ایضا، 1/332۔

Ibid. 1/332 .

سورۃالنساء کی آیت نمبر۱۵۷﴿وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ﴾[96] کے تحت مرزا محمد علی لاہوری لکھتے ہیں:

"یہاں حضرت عیسیٰ سے قتل وصلیب پر دو کی نفی کی گئی ہے اور عطف خاص علی العام ہے۔ گویا یہ بتایا ہے کہ ان دونوں طریقوں میں سے کسی طریق سے حضرت مسیح کی جان ان کے جسم سے جدا نہیں ہوئی۔ نہ بذریعہ قتل نہ بذریعہ صلیب۔ سوال یہ ہے کہ کیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح اب تک زندہ ہیں یا اگر ایک شخص کے متعلق یہ کہا جائے کہ وہ قتل یا صلیب سے نہیں مارا گیا تو اس کی مطلق موت کی نفی ہو جاتی ہے؟ یہ کبھی کسی کے وہم میں بھی نہیں آسکتا۔ مگر تعجب یہ ہے کہ حضرت مسیح کی نفی قتل وصلیب سے ان کی موت کی نفی مراد لی جاتی ہے۔ حالانکہ قرآن کریم خود بتاتا ہے کہ اگر حضرت مسیح کی موت بذریعہ قتل وصلیب واقع نہیں ہوئی تو کیا ہوا فرمایا ولیکن مشبہ لھم مگر وہ (یعنی مسیح) ان کے لیے مشابہ بنایا گیا۔ جس کے معنی غلطی سے یوں کیے جاتے ہیں کہ کوئی شخص مسیح کا مشابہ بنایا گیا۔ یہ صریح غلطی ایک قصہ کو ذہن میں رکھ کر کی گئی ہے ورنہ الفاظ قرآن اس کی ہرگز برداشت نہیں کرتے۔ ضمیر جو شُبہ میں ہے وہ صرف حضرت مسیح کی طرف جاسکتی ہے جن کا ذکر چل رہا ہے اور کسی ایسے شخص کی طرف ہرگز نہیں جاسکتی جس کا ذکر قرآن میں کہیں بھی نہیں بلکہ کسی صحیح حدیث میں بھی نہیں۔"97

اس سے واضح ہوتا ہے کہ مرزا محمد علی کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے لیکن وہاں پر وفات نہیں ہوئی جس کی یہاں نفی کی گئی ہے۔ کیونکہ اُن کے نزدیک شبہ لہم سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں کوئی اور یہاں مراد نہیں ہو سکتا۔ اور مراد یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہی مصلوب شخص جیسا بنایا گیا لیکن حقیقیت میں وہ صلیب پر مرے نہیں تھے۔ لہٰذا جب وہ مرے نہیں تو اللہ نے ان کے مصلوب ہونے کی نفی کی۔ کیوں

96: النساء۴:۱۵۷

Al Qur'an ,4:157

97: محمد علی لاہوری، بیان القرآن، 1/575۔

Muhammad Ali Lahoree, Bian -Ul- Qur'an ,1/575

مصلوب صرف اُسی کو کہتے ہیں جو صلیب پر چڑھایا جائے اور وہیں پر اس کی وفات ہو اور چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات چونکہ صلیب پر نہیں ہوئی اس لیے آپ مصلوب نہیں ہیں۔

اور پھر اسی مذکورہ آیت سے اگلی آیت بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ98 کے تحت لکھتے ہیں:

"ابن جریر نے ابن جریج سے روایت کی ہے فرفعه اياه توفيه اياه و تطهيره من الذين كفروا یعنی اللہ تعالیٰ کے مسیح کے رفع کرنے سے مراد ہے ان کو وفات دینا اور کافروں سے ان کی تطہیر کرنا۔"99

اس اقتباس سے بھی یہی معلوم ہوا کہ مرزا محمد علی لاہوری کے نزدیک رفع الی السماء کا مطلب درجات کی بلندی ہے نہ کہ زندہ آسمانوں پر چلے جانا۔

الغرض مرزا محمد علی لاہوری کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کے بارے میں وہی عقیدہ ہے جو مرزا قادیانی کا ہے۔ اول یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی طبعی موت مرے۔ دوسرا یہ کہ وہ صلیب پر چڑھائے ضرور گئے لیکن صلیب پر ان کی موت واقع نہیں ہوئی بلکہ اللہ تعالیٰ نے بڑی باریک تدبیر سے ان کو وہاں زندہ رکھا۔ اور وہ جب صلیب سے اتارے گئے تو وہ بظاہر مرے ہوئے تھے مگر اصل میں وہ زندہ تھے اور تیسرا یہ کہ رفع الی السمآء کا مطلب جسمانی طور پر آسمان پر جانا نہیں بلکہ مراد روحانی درجات بلند کرنا ہے۔

خلاصہ

امتِ مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ اللہ رب العزت نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو زندہ آسمانوں پر اٹھالیا تھا، اور وہ قیامت کے قریب دوبارہ نزول فرمائیں گے۔ قرآن کریم کی متعدد آیات اس بات پر واضح دال ہیں، چنانچہ سورۃ النساء میں آپ کی زندگی اور رفع پر تین دلائل دیئے گئے ہیں۔

98: النساء۴:۱۵۸

Al Qur'an ,4: 158

99: محمد علی لاہوری، بیان القرآن، 1/578۔

Muhammad Ali Lahoree, Bian -Ul- Qur'an ,1/578 .

۱- یہ یقینی بات ہے کہ یہود عیسیٰ علیہ السلام کو مار نہ سکے۔

۲- پھر مزید صراحت یہ فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا۔

۳- بعد میں (وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۱۵۸)4- النسآء:158) کہہ کر یہ وضاحت فرمادی کہ یہ رفع روح مع الجسد تھا ورنہ یہاں لفظ (عَزِیْزًا) لانے کی کوئی تک نہیں کیونکہ رفع روح تو ہر نیک و بد کا ہوتا ہے اور رفع درجات ہر صالح آدمی کا۔ لہٰذا لازماً روح مع الجسد کا رفع ہی ہو سکتا ہے۔

نیز اس باب میں متواتر احادیث مبارکہ وارد ہیں، جن کی موجودگی میں اس رفع کا انکار کسی سلیم الفطرت شخص کے لیے ممکن نہیں۔

چنانچہ مرزا غلام قادیانی بھی ابتدا میں ان آیات اور احادیثِ مبارکہ کو جھٹلانے کی ہمت نہیں کر پاتا تھا، اور اپنی ابتدائی تحریرات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفعِ آسمانی کا اقرار کرتا رہا۔ البتہ بعد میں جب اپنے دیگر گمراہانہ دعاوی میں آگے بڑھتا گیا تو اس بات کو بھی جھٹلانے لگا، اور اس حوالے سے وارد آیاتِ قرآنیہ کی بعید از کار تاویلات کرنے لگا، جنکا تفصیلی ذکر سابقہ صفحات میں ہو چکا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی، اس کا خلیفہ مرزا بشیر احمد، اور لاہوری فرقہ کا سربراہ مولوی محمد علی لاہوری تینوں کے نظریات کا خلاصہ یہ ہے کہ

- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی ہے۔
- ان کے رفع سے مراد رفع درجہ ہے۔
- چنانچہ ان کا نزول دوبارہ نہیں ہو گا۔

اس حوالے سے دلیل کے طور پر وہ قرآنِ کریم کی چند آیات میں ہی تاویلِ باطل کرتے ہیں، جن کا تذکرہ اور ان کی تاویلات کی تردید گزشتہ صفحات میں تفصیلاً آچکی ہے۔